محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مشہور صحابی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے چھوٹے اور سگے بھائی تھے، بنوزہرہ بن کلاب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام مالک بن وہیب (یا اہیب) تھا، لیکن اپنی کنیت ابووقاص سے مشہور تھے۔ عبدمناف حضرت عمیر کے پڑدادا تھے۔ حضرت عمیر کے دادا وہیب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا وہب کے بھائی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبدمناف تھا، اس لحاظ سے حضرت عمیر اور ان کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص آپ کے ماموں ہوئے۔ پانچویں جد کلاب بن مرہ پر حضرت عمیر کا شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ حضرت عمیر کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان تھا، پانچویں پشت قصی پر ان کا شجرۂ نسب بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جاملتا ہے۔

حضرت عمیر بن ابی وقاص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مسلمان ہوئے۔ ایمان کی طرف لپکنے والے اصحاب رسول کی فہرست میں جنھیں قرآن مجید نے 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کا نام دیا ہے، ان کا نمبر اکیسواں تھا، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دار ارقم میں منتقل نہ ہوئے تھے۔ ابن اسحاق کی بیان کردہ اس ترتیب میں حضرت عمیر کے بڑے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص آٹھویں اور حضرت عامر بن ابی وقاص گیارھویں نمبر پر آتے ہیں۔ حضرت سعد اور حضرت عامر کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے مؤرخین نے بتایا ہے کہ کس طرح ان کی والدہ نے اپنے بیٹوں کے قبول اسلام پر واویلا کیا اور بھوک ہڑتال کر کے دین آبا کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کیا۔ حضرت عمیر بن

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ابی وقاص کے ترجمہ میں ایسا کوئی واقعہ ذکر نہیں کیا گیا۔ حضرت عمیر اپنے بھائیوں کے قبول اسلام کے کچھ دنوں بعد ایمان لائے۔ شاید تب تک ان کی والدہ کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا تھا یا اس کی طرف سے دوبارہ یہ ردعمل اس لیے دیکھنے میں نہیں آیا کہ حضرت عمیر اس وقت بہت چھوٹی عمر کے تھے۔ جنگ بدر میں شمولیت کے وقت ان کی عمر سولہ سال بتائی گئی ہے، قبول اسلام کے وقت لامحالہ ۷/۸ برس کے رہے ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ وہ شدائد سے محفوظ رہے اور انھیں اپنے بڑے بھائی حضرت عامر بن ابی وقاص کی طرح حبشہ ہجرت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

السابقون الاولون کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ حضرت علی دس سال کے تھے کہ نعمت ایمان سے مالا مال ہوئے، حضرت زبیر بن عوام نے سولہ برس کی عمر میں اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے سترھویں سن میں یہ نعمت پائی۔ حضرت عمیر کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص قبول اسلام کے وقت سترہ یا انیس برس کے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ کی طرف سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا گیا کہ آپ ہمارے نوجوانوں کو برانگیخت کرتے ہیں۔ نوجوان سچائی کو جلد قبول کر لیتے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ ہر پیغمبر کی دعوت پر سب سے پہلے نوخیزوں ہی نے لبیک کہا۔ چنانچہ عہد نبوی کے زیادہ تر بوڑھے بھی دین حق کی طرف مائل نہ ہوئے۔ کسی دانا نے جوانی کے ایک طاقت ہونے کی کیا خوب مثال دی ہے: سورج دوپہر کو اتنا روشن نہیں کرتا جتنا صبح کو تاب ناک کرتا ہے۔ جوانی میں موت بھی نیند کے مانند معلوم ہوتی ہے۔ ایک درخت جوانی ہی میں پھل دیتا ہے، بوڑھا ہو جائے تو اس سے لکڑی کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ حضرت عمیر ابھی اس عمر کو نہ پہنچے تھے جسے قرآن مجید نے 'بَلَغَ اَشُدَّہٗ' سے تعبیر کیا ہے۔ اس ارشاد ربانی کا لفظی ترجمہ تو یہی ہے کہ ''وہ سن بلوغت کو پہنچا''، تاہم اس کے بعد 'وَاسْتَوٰٓی'* (اور وہ سنبھلا) اور 'وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً'** (وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچا) کے عطف ہونے سے اشارہ ملتا ہے کہ اس سے مراد محض طبعی بلوغت (puberty) نہیں، بلکہ عقل کی پختگی اور فہم و دانش کا حاصل ہو جانا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ تیس سال سے ذرا کم یا زیادہ کا نوجوان اچھی سوجھ بوجھ کا حامل ہو جاتا ہے۔ سورۂ یوسف میں ارشاد ہوا: 'وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗٓ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا'*** (اور جب یوسف جوان ہوئے تو ہم نے انھیں قوت فیصلہ اور علم و دانش عطا کیے)۔ اس فرمان میں سن و سال کا ذکر نہ ہونے سے معلوم ہوا کہ نبوت اور کار امامت کے لیے چالیس سال کی شرط ضروری نہیں۔

---

* القصص ۲۸: ۱۴۔

** الاحقاف ۴۶: ۱۵۔

*** یوسف ۱۲: ۲۲۔

مدینہ میں بھی نوجوان ہی اسلام کی طرف لپکتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس سالہ حضرت معاذ بن جبل کو معلم اور اکیس سالہ حضرت عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت اسامہ بن زید ابھی اکیس سال کے نہ ہوئے تھے کہ آپ نے ان کو تین ہزار کی اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا جو آپ نے رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ترتیب دی تھی۔ حضرت سمرہ بن جندب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جنگ میں) مشرک بوڑھوں کو ختم کر دو اور (بچوں اور) نوجوانوں کو زندہ رہنے دو (ابوداؤد، رقم ۲۶۷۰، ترمذی، رقم ۱۵۸۳)، یعنی جنگ کی صلاحیت، طاقت اور رائے رکھنے والے لوگوں کو نشانہ بناؤ، خواہ وہ بوڑھے ہوں یا پختہ عمر کے جوان۔ امام احمد بن حنبل کے صاحب زادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس فرمان نبوی کی شرح پوچھی تو انھوں نے کہا کہ بوڑھے کے اسلام لانے کی کوئی خاص توقع نہیں ہوتی، جبکہ نوجوان حق قبول کر لیتا ہے، گویا وہ اسلام کے زیادہ قریب ہوتا ہے (احمد، رقم ۲۰۰۲۱)۔

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عمرو بن ام مکتوم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ان دونوں نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھانا شروع کیا۔ ان کے بعد حضرت بلال، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر مدینہ پہنچے، پھر حضرت عمر نے بیس صحابہ کی معیت میں مدینہ کا سفر کیا (بخاری، رقم ۳۹۲۵)۔ اس روایت میں حضرت عمیر بن ابی وقاص کا ذکر نہیں آیا، تاہم وہ ہجرت میں اپنے بڑے بھائی حضرت سعد کے ساتھ شریک تھے۔ دونوں نے اس گھر اور باغ میں سکونت اختیار کی جو ان کے مشرک بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے قبیلۂ بنوعمرو بن عوف میں تعمیر کر رکھا تھا۔ عتبہ جنگ بعاث سے قبل مکہ میں کسی کو قتل کر کے یثرب کو بھاگ گیا تھا، اس نے بنوعمرو میں پناہ لی۔ ابن اسحاق کی روایت مختلف ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد کو پہلا مہاجر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ، ان کی اہلیہ حضرت لیلیٰ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عبداللہ بن جحش، ان کی اہلیہ اور بھائی حضرت ابواحمد عبد بن جحش دار ہجرت پہنچے۔

مدینہ آمد کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن ابی وقاص اور انصار کے حضرت عمرو بن معاذ کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔

حضرت عمیر بن ابی وقاص نے جنگ بدر میں حصہ لیا تو ان کی عمر سولہ برس تھی۔ ہفتہ ۱۲ / رمضان ۲ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوا تین سو جاں نثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ شہر سے ایک میل باہر ابوعنبہ یا ابوعتبہ کے کنویں پر پہنچ کر آپ نے پانی نوش فرمایا اور اپنے اصحاب کو بھی سیر ہونے کو کہا۔ پھر فوج کا معائنہ فرما کر ان

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کم عمر بچوں کو واپس جانے کا حکم دیا جو شوق شہادت میں ساتھ آ گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت عمیر چھپتے پھر رہے تھے۔ ان کے بڑے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص نے پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ کہا: اندیشہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں گے اور کم سنی کی وجہ سے لوٹا دیں گے۔ میں تو جنگ میں حصہ لینا چاہتا ہوں، ہو سکتا ہے، اللہ مجھے شہادت ہی سے سرفراز کر دے۔ آخر کار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے لوٹ جانے کو کہا۔ حضرت عمیر رونے لگ گئے تو آپ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت سعد نے کم سن حضرت عمیر کے گلے میں تلوار حمائل کی جو ان کے قد سے بڑی معلوم ہوتی تھی۔ اب سپاہ اسلامی کا عدد تین سو پانچ (۳۰۵) ہو چکا تھا، ان میں چوہتر (یا چھہتر) مہاجرین اور بقیہ انصار تھے۔ ان آٹھ اصحاب کو شامل کر کے، جنھیں کسی عذر کی بنا پر مدینہ میں رہنے کی اجازت دی گئی تھی، تین سو تیرہ (۳۱۳) کا عدد پورا ہو جاتا تھا۔

حضرت عمیر کی آرزو پوری ہوئی اور ان کا شمار ان چودہ اصحاب رسول میں ہوا جو غزوۂ فرقان میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ حضرت عمیر کو عاص بن سعید نے شہید کیا اور عاص کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے انجام تک پہنچایا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ عمرو بن عبدود نے ان کی جان لی اور خود وہ جنگ خندق میں حضرت علی کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا۔ حضرت عمیر کی شہادت کی کوئی تفصیل بیان ہوئی نہ مقتولین مکہ میں سے کسی کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسے حضرت عمیر نے جہنم رسید کیا۔ خیال ہے کہ حضرت عمیر بن ابی وقاص لڑتے لڑتے کسی مشرک کے تیر و تلوار کا نشانہ بن گئے۔

www.javedahmadghamidi.com

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالے میں کھانا لایا گیا۔ آپ نے کھایا تو کچھ بچ گیا، پھر فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص اس کشادہ راستے سے آئے گا اور یہ بچا ہوا کھانا کھا لے گا۔ حضرت سعد کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص کو وضو کرتا چھوڑ کر آیا تھا۔ میں نے سوچا کہ وہی آئیں گے، لیکن حضرت عبداللہ بن سلام آئے اور وہ کھانا کھا لیا (احمد، رقم ۱۴۵۸، مستدرک حاکم، رقم ۵۷۵۹)۔

حضرت عمیر بن ابی وقاص کو قرآن مجید سے بہت شغف تھا۔ وہ نازل ہونے والی آیات کی تلاوت بڑی خوبی سے کرتے تھے۔ ابتداے اسلام ہی میں شہادت پا جانے کی وجہ سے حضرت عمیر سے کوئی روایت مروی نہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Youth is Strength (Ashur Shamis)۔